زانی ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا

بَابُ لَا یَزْنِی الزَّانِی وَھُوَ مُؤْمِنٌ

درسِ حدیث

مولانا عبداللطیف مدنی

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ نَا عَبِیْدَۃُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ وَھُوَ مُؤمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلٰکِنَّ التَّوْبَۃَ مَعْرُوْضَۃٌ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَۃَ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَقَدْرُوِیَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْہُ الْاِیْمَانُ فَکَانَ فَوْقَ رَاْسِہٖ کَالظُّلَّۃِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِکَ الْعَمَلِ عَادَ اِلَیْہِ الْاِیْمَانُ وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ ھٰذَا خُرُوْجٌ عَنِ الْاِیْمَانِ اِلَی الْاِسْلَامِ وَقَدْرُوِیَ مِنْ غَیْرِوَجْہٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الزِّنَا وَالسَّرِقَۃِ مِنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ فَاُقِیْمَ عَلَیْہِ الْحَدُّ فَھُوَ کَفَّارَۃُ ذَنْبِہٖ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَسَتَرَہٗ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اِنْ شَاءَ عَذَّبَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَہٗ رَوٰی ذٰلِکَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَعُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ وَ خُزَیْمَۃُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والا ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا اور چور ایمان کی حالت میں چوری نہیں کرتا، لیکن اس پر توبہ پیش کی جائے گی اور اِنھی سے ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سائبان کی طرح معلق ہوجاتا ہے۔ پھر جب وہ اس معصیت سے فارغ ہوجاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے اور ابوجعفر محمد بن علی نے فرمایا ہے کہ اس حالت میں ایمان سے اسلام کی طرف نکلتا ہے یعنی اس گناہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کا ایمان کے ساتھ اقرار زبانی ہی تھا اور زبانی اقرار کا نام اسلام ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اس برے کام کا ارتکاب نہ کرتا۔''

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب ہے کہ وہ شخص ارتکاب معصیت کے وقت کامل مومن نہیں رہتا اور اس میں سے ایمان کا نور نکل جاتا ہے اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی فرمایا ہے کہ مرتکب معصیت کامل مومن نہیں رہتا اور اس کا ایمان ناقص ہوجاتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے ایک بڑی اچھی مثال دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک گناہگار کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بینا شخص اپنی آنکھ بند کرلے تو اُسے کچھ بھی نظر نہیں آتا اور اس لحاظ سے ایک بینا اور ایک نابینا دونوں برابر ہوجاتے ہیں، نہ یہ دیکھتا ہے اور نہ وہ، لیکن فرق یہ ہے کہ نابینا آنکھوں کی روشنی ہی نہیں رکھتا اور بینا اگرچہ

روشنی تو رکھتا ہے مگر غلافِ چشم کی وجہ سے وہ روشنی کام نہیں کرتی۔اسی طرح ایک مومن کے نورِ بصیرت پر جب بہمیت کا حجاب پڑ جاتا ہے تو وہ بھی کافر کی طرح معصیت اور طاعت کا فرق نہیں پہچانتا۔اس لیے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مومن جس حالت میں زنا کرتا ہے اس کا نور ایمانی بہمیت ومعصیت کی تاریکی سے ایسا ناقص اور کمزور پڑ جاتا ہے کہ اسے بھی گناہ کرنے میں کوئی خوف نہیں رہتا اور جب بندہ اس گناہ کے بعد صدقِ دل سے توبہ کر لیتا ہے تو یہ حجاب چاک ہو کر نورِ ایمان پھر جگمگانے لگتا ہے۔حاصل یہ ہے کہ مؤمن گناہ کبیر کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا، یہ اہل سنت کے نزدیک ہے اور بعض احادیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مؤمن نہیں اور امام ترمذیؒ نے روایات نقل کی ہیں جن میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کیوں کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں اس لیے پہلی روایت کا جواب:

(۱) کمال ایمان کی نفی ہے۔　　　(۲) یہ کام کافرانہ ہے مومنوں والا نہیں۔

(۳) زجر وتوبیخ پر موقوف ہے۔　　　(۴) ایمان اور معصیت جمع نہیں ہو سکتے۔

مؤمن کے ساتھ ایمان کا تعلق ہوتا ہے جب وہ گناہ کرتا ہے تو ایمان نکل کر سائبان کی طرح معلق ہو جاتا ہے او رجب بندہ گناہ سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس آجاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا اور چوری کے متعلق فرمایا جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے پھر دنیا میں اس کی سزا دے دی جائے یعنی حد پڑ جائے تو یہ سزا اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) پردہ پوشی فرمائیں تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو (آخرت میں بھی) اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو سزا دے دے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ اَبِی السَّفَرِ نَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ الْھَمْدَانِیُّ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ یُوْنَسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْھَمْدَانِیُّ عَنْ اَبِی جُحَیْفَۃَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوْبَتُہ' فِی الدُّنْیَا فَاللّٰہُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ یُّثَنِّیَ عَلٰی عَبْدِہِ الْعُقُوْبَۃَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَمَنْ اَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَفَا عَنْہُ فَا للّٰہُ اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یَعُوْدَ فِیْ شَیْءٍ قَدْ عَفَا عَنْہُ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَھٰذَا قَوْلُ اَھْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا کَفَّرَ اَحَدًا بِالزِّنَا وَالسَّرِقَۃِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ.

ترجمہ: حضرت علی ابن طالب سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو (دنیا میں) حد پڑ گئی اور دنیا میں اس کو جلدی سزا دے دی گئی تو اللہ بہت عادل ہے اس سے کہ اپنے بندے کو آخرت میں دوبارہ سزا دے اور جس کو حد پڑ گئی اور اللہ نے (پردہ پوشی کر کے) معاف فرما دیا تو اللہ بہت کریم ہے، اس سے کہ جو چیز معاف کر چکا اس کا اعادہ کرے۔

تشریح: علماء کا اس میں اختلاف ہے حدود کفارات ہیں یا زواجر؟ امام شافعیؒ کے نزدیک حدود کفارہ سئیات ہیں۔اور بعض کے نزدیک حدود کفارہ نہیں محض زواجر ہیں یعنی کسی جرم پر حد لگ جانے سے گناہ معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ ضروری ہے۔ائمہ احناف یعنی امام اعظمؒ اور صاحبینؒ سے اس بارے میں کوئی روایت نہیں اور مشائخ احناف کے اقوال مختلف ہیں چنانچہ درمختار میں ہے کہ حدود زواجر ہیں۔کفارات یعنی سواتر نہیں اور صاحبِ ملتقط حنفی المذہب ہونے کے باوجود حدود کے کفارہ ہونے کے قائل ہیں۔اور شیخ نجم الدین نسفیؒ اپنی تفسیر ”تیسیر میں “فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہ' عَذَابٌ اَلِیْمٌ ' (البقرہ ۱۷۸)

کے تحت محرم پر جزاء صید کے متعلق فرماتے ہیں کہ غیر مصر کے لیے کفارہ ہے اور مصر کے لیے کفارہ نہیں۔ صاحب تفسیر کا یہ قول احناف کے اقوال مختلفہ میں تطبیق کی صورت بن سکتا ہے۔ حدیث باب سے امام شافعیؒ بظاہر استدلال ہے:

جواب ''فَعُوْقِبَ فِی الدُّنْیَا'' سے مراد حدود نہیں بلکہ مطلقاً مصائب اور تکوینی آفات مراد ہیں کیوں کہ اگر حدود مراد لی جائیں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ''لَا اَدْرِی الْحُدُوْدُ کَفَّارَاتٌ لِاَھْلِھَا اَمْ لَا'' بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

احادیث میں تطبیق:

دراصل حد میں دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ وہ منجملہ مصائب کے ایک مصیبت ہے اور دوسری حیثیت شرعی سزا ہونے کی ہے۔ پس پہلی حیثیت سے اس کا کفارۂ ذنوب ہونا، ہم احناف بھی تسلیم کرتے ہیں جب کانٹا چبھنے اور چیونٹی کے کاٹنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں تو رجم، کوڑے لگنے اور قطع ید سے کیوں معاف نہ ہوں گے۔ تو مصیبت ہونے کی حیثیت سے وہ کفارۂ سیئات ہیں مگر ہم اس کی تعیین نہیں کرتے کہ جس گناہ پر حد لگی ہے متعین طور پر وہی معاف ہوا مطلقاً عفو کے قائل ہیں جیسے کہ مصائب تکوینیہ سے بلا تعیین مطلق گناہ معاف ہوتے ہیں اور حضرات شوافع متعین طور پر اس گنا کے لیے کفارہ قرار دیتے ہیں جس پر یہ حد لگی ہے اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے متعین گناہ کے عفو کی امید مفہوم ہوتی ہے اور عفو موعود نہیں۔

چنانچہ اس میں وہ گناہ بھی مذکور ہے جس پر حد نہ لگی ہو۔ پس حد کا متعین گناہ کے لیے کفارہ ثابت نہ ہوا۔ حاصل یہ کہ ہم حدود کو ''زواجر بالذات اور سواتر بالعرض'' کہتے ہیں جب کہ شوافع اس کے برعکس ہونے کے قائل ہیں، لیکن جب توبہ سے بالاتفاق حد ساقط نہیں ہوتی حالانکہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَانَ لَا ذَنْبَ لَهٗ'' تو حد لگنے سے توبہ بھی ساقط نہ ہونی چاہیے؟ معلوم ہوا کہ مشروعیت عفو سیئات کے لیے نہیں ورنہ توبہ کے بعد حد لگانا بے معنی ہوگا۔

قادیانیوں کی طرف سے جشن صد سالہ خلافت پر

''نقیبِ ختم نبوت'' کا خاص نمبر

۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی آنجہانی ہوا، اس کی موت کے بعد قادیانی جماعت کی (نام نہاد) خلافت کا آغاز ہوا۔ جس کو مئی ۲۰۰۸ء میں ایک صدی ہو رہی ہے۔ اس پر قادیانی سالِ رواں کو جشن صد سالہ خلافت کے نام پر منا رہے ہیں۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان نے اس صورت حال پر ان شاء اللہ تعالیٰ ایک خاص شمارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عنوانات درج ذیل ہیں:

(۱) قادیانیوں نے امت کو کیا دیا؟　　(۲) قادیانیوں نے کیا کھویا کیا پایا؟

(۳) قادیانی عقائد ونظریات اور سیاسیات　　(۴) قادیانیت اور وطن دشمنی

اور اس کے علاوہ دیگر موضوعات کہ گزشتہ ایک صدی میں کفر وارتداد کے نام پر دنیا کو کیسے دھوکہ دیا گیا؟ دین اور تحفظ ختم نبوت کا درد رکھنے والے اہل علم اور اہل فکر ودانش سے گزارش ہے کہ وہ قلم اٹھائیں ...... اور ...... اپنا حصہ ڈالیں! (ادارہ)